12 مئی 2007ء کی اصل کہانی

روزنامہ خبریں کے کالم نگار منیر احمد بلوچ کے قلم سے

پڑھیے۔۔۔۔۔۔بار بار پڑھیے۔۔۔۔۔۔غور سے پڑھیے

اور دیکھیے کہ اصل حقائق کیا ہیں

روزنامہ خبریں کراچی

پیر 4 جمادی الاول 1428ھ 21 مئی 2007ء

12 مئی کی کہانی

ایک اور ایک ۔۔۔۔۔ تحریر: منیر احمد بلوچ

munirahmedbaloch@hotmail.com

12 مئی 2007ء کو اسلام آباد سے چیف جسٹس جناب افتخار محمد چوہدری اور ان کے وکلاء کی فلائٹ PK301 کے پائلٹ کیپٹن نصرت حسین تھے جو کہ کیپٹن ثروت حسین کے بھائی ہیں جو 12 اکتوبر 1999ء کو پونے سات بجے شام سری لنکا سے PIA کی فلائٹ PK 805 سے پاکستان کی مسلح افواج کے کمانڈر انچیف جنرل پرویز مشرف کو کولمبو سے کراچی لیکر آ رہے تھے۔ یہ کیسا اتفاق ہے کہ 12 اکتوبر 12 مئی کو کراچی پہنچنے والی دونوں فلائٹوں کے پائلٹ سگے بھائی ہیں۔ دونوں فلائٹ کی تاریخ انگریزی مہینے کی 12 ہے اور منزل بھی دونوں کی کراچی تھی۔ 12 مئی کو اسلام آباد سے چیف جسٹس اور ان کے وکلاء کے ساتھ کراچی آتے ہوئے نجی چینلوں سے متعلق چند لوگ جو اس موقع پر چیف جسٹس کے ہمسفر کم اور پر جوش سیاسی ورکر زیادہ نظر آ رہے تھے پاکستانی حکمرانوں کے بارے میں جو گفتگو کر رہے تھے اس سے جہاز میں بیٹھے ہوئے کئی مسافر میڈیا کی آزادی اور غیر جانبداری پر اپنے کانوں پر ہاتھ لگاتے رہے۔ نجی چینل سے متعلق ایک سینئر رپورٹر جنہیں چیف جسٹس کے وکلاء کی ٹیم اپنے ساتھ لیکر آ رہی تھی جو زبان استعمال کی اس پر جہاز میں بیٹھی ہوئی چند خواتین نے ایک نجی چینل کے اس رپورٹر کو احساس دلایا کہ فضائی قانون کے مطابق آپ (ان خواتین نے تو اس رپورٹر کیلئے تم کا لفظ استعمال کیا تھا) جرم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ آپ کو خواتین کی موجودگی میں اس طرح کی بیہودہ گفتگو نہیں کرنی چاہیے۔ یہاں پر خواتین کی موجودگی کا خیال رکھیں۔

12 بجے سے چند منٹ قبل جہاز کراچی ائیرپورٹ کے ٹرمینل پر پہنچا جب یہ قافلہ جہاز سے باہر آیا تو بعض اطلاعات یہ بھی ہیں کہ اس کے کچھ شرکاء نے آئی جی اور ہوم سیکریٹری سندھ سے بدتمیزی کی لیکن کمال ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے آئی جی اور ہوم سیکریٹری سندھ جناب چیف جسٹس کے پاس گئے۔ آئی جی سندھ نے انہیں سیلوٹ کیا اور ان سے پوچھا کہ اگر آپ سندھ ہائی کورٹ بار جانا چاہتے ہیں تو برائے مہربانی ہمیں اپنے روٹ سے آگاہ کریں

تا کہ ان راستوں پر سیکوریٹی بڑھا دی جائے۔اس کے صرف چند لمحوں بعد قائد آباد میں ایک پل کے قریب ایم کیو ایم کے چار کارکنوں کو گہرے سبز رنگ کی بغیر بازو والی جیکٹیں اور چہروں پر نقاب پہنے نوجوان لڑکوں نے فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے فساد کی آگ چاروں طرف پھیل گئی۔

اس بات کی گواہی 12 مئی کو پنجاب سے آنے والے وہ درجنوں لوگ دیں گے جو پاکستان اسٹیل کیڈٹ کالج کراچی میں اپنے بچوں کو رپورٹ کرانے آئے تھے، جہاں ان کا فائنل انٹرویو اور میڈیکل ہونا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ کچھ لوگوں کو میری بات اچھی نہ لگے لیکن لاہور، گوجراں، رحیم یار خان، بہاولپور، بہاولنگر اور اندرون سندھ سے وہ والدین جو اپنے بچوں کو اسٹیل کیڈٹ کالج چھوڑنے آئے ہوئے تھے اس بات پر ایم کیو ایم کے شکر گزار ہیں کہ اس کے کارکنوں نے لانڈھی اور قائد آباد سے انہیں بحفاظت اسٹیل مل پہنچایا۔ اگر پٹھانوں، پنجابیوں اور ان کے بچوں کو ایم کیو ایم نے نقصان پہنچانا ہوتا تو یہ ان کے لئے آسان موقع تھا کیونکہ یہ سب لوگ لانڈھی اور قائد آباد سے گزر کر یہاں پہنچے تھے اور سب جانتے ہیں کہ قائد آباد میں کس کی اکثریت ہے۔ ان سب لوگوں کو اس رات اسٹیل کالج کیڈٹ کے جناح ہال میں رکھا گیا جہاں انہیں دوپہر، شام اور 13 مئی کی صبح کھانا بھی دیا گیا۔ پنجاب سے آئے ہوئے یہ درجنوں والدین اس مہمان نوازی پر چیئر مین کراچی اسٹیل میجر جنرل جاوید کے بھی شکر گزار ہونگے۔

کراچی ٹرمینل پر ہوم سیکریٹری اور آئی جی سندھ نے جناب چیف جسٹس سے ایک بار پھر درخواست کی کہ اس وقت کراچی کی سڑکوں پر صورتحال انتہائی تشویشناک ہے اس لئے آپ کیلئے ہیلی کاپٹر کا بندوبست کر دیا گیا ہے جو آپ کو سندھ ہائی کورٹ پر اتار دے گا۔ اس پر کراچی سے تعلق رکھنے والے نجی چینل کے ایک انتہائی سینئر رکن نے ہنستے ہوئے کہا کہ ''یہ آپ کو اغواء کرنا چاہتے ہیں'' اس پر اعتزاز احسن نے زور زور سے شور کرنا شروع کر دیا یہ چیف جسٹس کو اغواء کرنا چاہتے ہیں جس پر آئی جی اور ہوم سیکریٹری نے انہیں پیشکش کی کہ آپ اپنی مرضی اور پسند کے کسی بھی پائلٹ کا انتخاب کر لیں جس سے چاہیں اس ہیلی کاپٹر کی سیکوریٹی کلیئرنس کروالیں، اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہم بھی آپ کے ساتھ ہی بیٹھ جائیں گے لیکن عاصمہ جہانگیر، اعتزاز اور منیر اے ملک نے کہا کہ ہم ایئر پورٹ سے پیدل جائیں گے۔ ابھی یہ بات چل ہی رہی تھی کہ خاتون وکیل کا سگریٹ ان کے منہ سے نکل کر انکے کالے کوٹ کے اوپر گر گیا جس سے اس نے ایک ہلکی سی چیخ ماری جس سے سب لوگ فوری طور پر گھبرا گئے۔ اعتزاز احسن نے ایک صحافی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ دیکھیں عورتوں کے ساتھ بدتمیزی کر کے انہیں ہراساں کیا جا رہا ہے۔ لیکن جونہی پتہ چلا کہ یہ سب سگریٹ کی وجہ سے ہوا شور مچنا بند ہو گیا۔

جناح ٹرمینل میں آنے والے مسافروں کو کچھ دیر بعد ائیر پورٹ پر State Room میں بٹھا دیا گیا ایک موقع پر منیر اے ملک ایڈوکیٹ ایک صحافی کو اپنا بیان ریکارڈ کرا رہے تھے تو اعتزاز احسن نے انہیں ٹوکتے ہوئے کہا کہ اس طرح نہیں ''یہ بات کریں'' اس پر منیر اے ملک نے کہا کہ بہت جلد آپ کی طرح میں بھی سیاسی ہو جاؤں گا جس پر وہاں موجود عاصمہ جیلانی بے ساختہ ہنسنے لگیں اور قہقہہ لگا کر بولیں کہ سب چلتا ہے۔ جس پر چیف جسٹس کے ساتھ آئے ہوئے سپریم کورٹ کے سینئر وکیل ضیاء الحق مخدوم بھی بے ساختہ ہنس پڑے۔ چونکہ وہاں موجود میڈیا اور چیف جسٹس کے ساتھ آئے ہوئے لوگوں کی تعداد خاصی زیادہ تھی چنانچہ وہاں موجود ائیر پورٹ منیجر سید عامر محبوب جو سول ایوی ایشن کے فرسٹ کلاس مجسٹریٹ بھی ہیں، نے کلب کلاس کے ویٹنگ روم کے سامنے State Room کے آگے میزیں اور کرسیاں لگوا دیں تا کہ سب لوگ آرام سے بیٹھ سکیں۔

وقت گزرنے پر کراچی میں آگ اور خون کی ہولی کھیلی جانے لگی۔ دوسری طرف میڈیا کے لوگ بھی اپنے اپنے چینلوں کو رپورٹس بھیجنے لگے کہ چیف جسٹس اور ان کے ساتھی ائیر پورٹ پر کئی گھنٹوں سے بھوکے ہیں، انہیں کھانے کیلئے کچھ نہیں دیا جا رہا۔ اسی دوران جن لوگوں نے اس دن ''پاکستان'' کے نجی چینلوں کے پروگرام دیکھے ہیں انہیں یاد ہوگا کہ یہ لوگ بار بار کہہ رہے تھے کہ ہمارے موبائل جام کر دیئے گئے ہیں۔ ان کی اس بات کی انکوائری کروانے کیلئے چیف جسٹس کے ساتھ آئے ہوئے وکلاء منیر اے ملک، جسٹس (ر) طارق محمود اور اعتزاز احسن کے موبائل فونز کی ساڑھے گیارہ بجے سے لیکر رات

آٹھ بجے تک کی گئی کالز کا ریکارڈ چیک کرایا جائے تو حقیقت حال واضح ہو جائے گی۔

نجی ٹی وی چینلوں پر بار بار کہا جا رہا تھا کہ چیف صاحب اوعران کے ساتھیوں کا بھوک سے برا حال ہے۔ اس وقت روزنامہ خبریں اور دی پوسٹ کے ایک کالم نویس کے ساتھ State Room کے سامنے کلب کلاس کے لاؤنج میں جاپان کی ایک فرم MARUSENI کے جنرل منیجر برائے مشینری ڈیپارٹمنٹ MASAYUKI NISHIMURA بھی موجود تھے وہ اور وہاں موجود کئی مسافر جو کراچی سے اسلام آباد جانے کیلئے کلب کلاس کے لاؤنج میں موجود تھے اس بات کی گواہی دیں گے کہ ان سب لوگوں کو پرتکلف کھانا دیا گیا اور ان کے کھانے میں پانچ ڈشیں شامل تھیں۔

کراچی ائیرپورٹ پر چیف جسٹس کے ساتھ آئے ہوئے لوگ بار بار میڈیا سے ایک ہی بات کہہ رہے تھے کہ حکومت کو اسلام آباد اور کراچی میں ریلی نکالنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس پر میں نے چیف صاحب کے ہمسفروں اور نجی ٹی وی چینلوں کے ''بڑے لوگوں'' سے پوچھا کہ ایم ایم اے جس کی سرحد میں حکومت ہے، نے چیف جسٹس صاحب کی اسلام آباد سے پشاور تک ریلی کیوں نکالی؟ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ صوبہ سرحد کی حکمراں جماعت کو ریلیاں نکالنے کی کیا ضرورت تھی؟ آپ میں سے کسی نے بھی یہ سوال ایم ایم اے سے پوچھا ہے، اس پر آپ سب لوگوں کی ابھی تک زبانیں کیوں بند ہیں؟ میرے اس سوال پر وہاں کا ماحول کچھ دیر کیلئے کشیدہ ہو گیا۔

یہ اہم سوال ہے میں اس ملک کے ہر فرد کے سامنے رکھ رہا ہوں جس کا مجھے ائیرپورٹ پر موجود میڈیا اور وکلاء میں سے کسی نے بھی کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ چیف جسٹس جہاں بھی جاتے ہیں ان کے استقبال کی تیاریاں جماعت اسلامی، نواز لیگ، پیپلز پارٹی اور تحریک انصاف کے لوگ کرتے تھے لیکن 12 مئی کو کراچی میں چیف جسٹس افتخار محمد چودھری کے استقبال کی ذمہ داری سرخ جھنڈے اٹھائے صرف عوامی نیشنل پارٹی کے لوگوں کے سپرد کیوں کی گئی؟ یہ بہت اہم سوال ہے۔ اگر پاکستان کی تحقیقاتی ایجنسی نے اس بات کا سراغ لگا لیا تو 12 مئی کو کراچی میں کھیلی جانے والی خون کی ہولی کی سازش اور اس کے اصل کرداروں تک رسائی آسان ہو جائے گی کیونکہ تھوڑی سی بھی سیاسی سوجھ بوجھ رکھنے والے لوگ حیران ہیں کہ حامد کرزئی کے سرخ پوش پختون اور افغان جہاد کی سرخیل جماعت اسلامی کس طرح متحد ہو رہے ہیں کیونکہ سرخ پوشوں کے لیڈر جناب ولی خان مرحوم اور اسفندیار ولی کے جماعت اسلامی کے بارے میں پچھلے تیس سال سے دہشت گردی کے ارشادات کیسے بھلائے جا سکتے ہیں۔ یہ اتحاد کس کے اشارے پر ہوا، یہی اس ملک کے خلاف ہونے والی سازش کی ایک چھوٹی سی کڑی ہے اور جیسے جیسے اس کا سرا ملتا جائے گا پاکستان کے خلاف تیار کی جانے والی سازش کی کڑیاں ایک ایک کر کے سامنے آتی جائیں گی۔

12 مئی کو کراچی ایئرپورٹ پر ٹی وی چینلز دیکھتے ہوئے ایک جاپانی سرمایہ کار نے بے ساختہ کہا لگتا ہے آپ کا گوادر پورٹ اور خوشاب کا اٹیمی ری ایکٹر پلانٹ بند کرنے کی سازش اب عروج پر پہنچ چکی ہے اور اس کیلئے پہلی دفعہ مذہبی جماعتوں کی بجائے کسی اور کو استعمال کیا جا رہا ہے۔

(بشکریہ خبریں اخبار)